www.KitaboSunnat.com

پروفیسر مسز ثریا علوی

آیتِ کریمہ ﴿اِنْ اُرِیْدُ اِلاَّ الِاِصْلاَحَ مَا اسْتَطَعْتُ﴾ کی روشنی میں

حضور ﷺ کا اِصلاحِ معاشرہ ☆

یہ آیتِ کریمہ ﴿ اِنْ اُرِیْدُ اِلاَّ الاِصْلاَحَ مَا اسْتَطَعْتُ﴾ سورۂ ہود کی آیت نمبر ۸۸ کا ایک جز ہے جس میں حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کی کٹ حجتیوں کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

"میں جو وعظ و تبلیغ کرتا ہوں اس کا مقصد حتی المقدور اصلاحِ معاشرہ کے سوا کچھ بھی نہیں اور میں یہ کام اللہ کی توفیق سے ہی سرانجام دے سکتا ہوں، اُسی پر میرا بھروسہ ہے اور میں اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔"

۱۔ نکتۂ توحید: سورہ ہود کا یہی پورا رکوع (آیات ۸۴ تا ۹۰) پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی دعوت کا آغاز نکتۂ توحید سے کیا تھا، جس سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے کہ وہ قوم شرک میں مبتلا تھی، وہ کم ماپ تول کرتی تھی، اِسی کو اللہ نے فساد فی الارض کا نام دیا ہے۔ اس فساد فی الارض میں قتل خونریزی، ڈاکہ، راہزنی سبھی چیزیں آجاتی ہیں۔ ہر قسم کے معاشرتی بگاڑ کا علاج عقیدۂ توحید کو پختہ کرنے سے ہوتا ہے۔

۲۔ اس رکوع سے انبیاء کے اندازِ تبلیغ کا بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ شیریں زبانی کے ساتھ مدلل انداز اختیار کرتے ہیں۔ اُن کو یہ نہیں کہا کہ تم ظالم اور غاصب ہو جو ایک دوسرے کا مال کھا جاتے ہو بلکہ فرمایا کہ تم تو بڑے آسودہ حال ہو۔ اگر تم ایسا نہ کرو تب بھی اللہ نے تمہیں بہت کچھ دے رکھا ہے اور یہ بھی جان لو کہ جو مال حلال اور جائز طریقے سے حاصل ہو۔ برکت اسی میں ہوتی ہے۔

۳۔ مکافاتِ عمل: توحید کے بعد انبیاء کی تعلیم کا دوسرا جز، عقیدۂ مکافاتِ عمل یا قانونِ جزا و سزا ہے جس کا اندازہ بعض اوقات اِس دنیا میں ہی ہو جاتا ہے۔ مگر مکمل شکل میں اس کا ظہور روزِ قیامت کو ہوگا۔

اس دعوت کا شعیبؑ کی قوم نے انہیں یہ جواب دیا ﴿لاَ نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِمَّا تَقُوْلُ﴾

"اے شعیبؑ! تمہاری اکثر باتیں ہماری سمجھ میں ہی نہیں آتیں......" (سورۂ ہود:۹۱)

اگر تم چاہو تو اپنے رب کی نماز پڑھتے رہو، ہم نہیں روکتے یہ تمہارا ذاتی مسئلہ ہے۔ مگر ہمارے کاروباری معاملات میں نکتہ چینی کرنے کا تمہیں کیا حق ہے......؟

☆ انعام یافتہ مضمون...... قومی سیرت کانفرنس ۸۷ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوم کے اس جواب سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ عام لوگ اس بات کو سمجھ ہی نہیں سکتے کہ معاشرتی خرابیوں کا بنیادی علاج عقیدۂ توحید اور عقیدۂ مکافاتِ عمل، جزاوسزا کی پختگی ہے۔ انہی عقائد سے انسان میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے جو معاشرتی برائیوں کے سدِباب کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ جہاں متقی شخص خود برے کاموں سے اجتناب کرتا ہے۔ وہاں وہ دوسروں کو بھی ایسے کاموں سے روکتا اور ارتکاب کرنے والوں کو دینی فریضہ سمجھتے ہوئے روکنے پر مجبور ہوتا ہے۔ پھر بگڑی ہوئی قوم کو انبیاء کی بات راس نہیں آتی کیونکہ لاالٰہ الا اللہ کی زد براہِ راست تمام طاغوتی سرکاری درباری حضرات اور چودھری ٹائپ لوگوں پر پڑتی ہے۔ اس لئے مخالفت میں پیش پیش ہوتے ہیں اور ایمان لانے والا طبقہ وہ کمزور غریب اور ان کے ظلم وجور کی چکی میں پسنے والا ہوتا ہے، پھر انبیاء کے ساتھ اُن کو بھی اپنی قوم کی مخالفت اور سختیاں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔

اسی سے ایک اور نکتہ بھی نکلتا ہے، کہ انبیاء کرام کی بعثت کا صحیح وقت وہ ہوتا ہے جب معاشرہ ظلم وجور سے بھر جاتا ہے اور ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ (الروم:۴۱) کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر ان تمام پیغمبروں کی دعوتِ طریق اصلاح، مقصدِ تبلیغ اور طریق کار ایک جیسا ہی ہوتا ہے۔

مزید برآں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ روئے زمین پر بسنے والے انسانوں میں جتنی بھی اصلاح و تعمیر ہوتی ہے، وہ سب انبیاء ورسل علیہم السلام کی اَن تھک مساعی کا نتیجہ ہے۔ اس جماعت نے دنیا کی تعمیر میں اہم اور ٹھوس کردار ادا کیا۔ خلوصِ نیت، حسن کردار اور خیر خواہی کے ساتھ وہ خدا کی طرف سے عطا کردہ ذمہ داری کو نبھاتے رہے۔ خود مصائب جھیل کر اور ہر قسم کی تکالیف برداشت کر کے انسانی زندگی کو آراستہ کرتے رہے اور اُن میں نکتۂ توحید کی بنا پر خدا ترسی اور اپنے بھائی بندوں کی بہتری اور بھلائی کا شعور پیدا کرتے رہے۔

انبیاء ورُسل کی جماعت میں سے ممتاز ترین اور برگزیدہ ترین حیثیت نبی آخرالزمان ﷺ کی ہے پہلے انبیاء کی اِصلاح جزوی اور وقتی ہوتی تھی، آپ ﷺ نے ان کی اِصلاح کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور قرآن کی مشعل ہاتھ میں لے کر ایک مکمل اور ہمہ گیر انقلاب بپا کیا۔ ایسا انقلاب جس نے انسان کو اندر سے بدل کر رکھ دیا اور اس کے عقائد، نظریات، جذبات واِحساسات اور اخلاق و کردار غرض ہر چیز کی اِصلاح کی۔ آپ ﷺ کی زندگی قرآنِ کریم کے اَبدی اصولوں کی عملی تفسیر ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی اِصلاح کے اس مقدس پیغام کی تکمیل ہے جس کا درس حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور جملہ انبیاء علیہم السلام اَپنے اَپنے دور میں دیتے رہے۔

بعثتِ نبوی ﷺ کے وقت جاہلی معاشرہ کی مختصر کیفیت

آپ ﷺ کا ظہور ایسے حالات میں ہوا، جب دنیا میں ہر طرف شرک اور بت پرستی کا دور دورہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ خالص توحید بالکل معدوم ہو چکی تھی۔ عرب معاشرہ میں غلاموں کا حال بہت برا تھا۔ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا اور تمام کمزور طبقے طاقتوروں کے ظلم کی چکی میں پس رہے تھے۔ ہر وقت قتل و غارت کا بازار گرم رہتا۔ معمولی معمولی باتوں پر صدیوں تک لڑائیاں چلتی رہتیں۔ شراب نوشی، قمار بازی اور بے حیائی کا عام دور دورہ تھا۔ یہودیوں نے پورے عرب میں سود کا جال بچھا رکھا تھا۔ جزیرہ نما عرب سے باہر اُس دور کی دونوں بڑی سلطنتیں یعنی روم و ایران بھی زوال پذیر تھیں۔ اس لئے رومی اور ایرانی تہذیبیں بھی دَم توڑ رہی تھیں۔ یہاں بادشاہ، جاگیر دار طبقہ اور مذہبی رہنما تینوں خدا بنے ہوئے تھے اور عوام ان کے بھاری ٹیکسوں، رشوتوں اور نذرانے کے بوجھ تلے دم توڑ رہے تھے۔ عدل و اِنصاف ختم ہو چکا تھا اور زور آور کمزوروں کو دبا کر رکھتے تھے۔ قرآن کریم نے اس دور کی صورت حال پر یوں تبصرہ فرمایا ہے: ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾ (الروم:۴۱)

یعنی "لوگوں کے کرتوتوں کی بنا پر خشکی وتری ہر جگہ فساد رونما ہو چکا ہے۔"

الطاف حسین حالیؔ اپنی 'مسدس' میں لکھتے ہیں......

چلن اُن کے جتنے تھے سب وحشیانہ　　ہر اِک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا اُن کا زمانہ　　نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
جوا اُن کی دن رات کی دل لگی تھی　　شراب اُن کی گھٹی میں گویا پڑی تھی
تعیش تھا، غفلت تھی، دیوانگی تھی　　غرض ہر طرح اُن کی حالت بری تھی

اِن حالات میں آنحضور ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ ابتدائے عمر ہی سے نہایت پاکباز اور صلح کل انسان تھے۔ سب لوگوں کے کام آتے۔ آپ کو کم عمری میں ہی اپنی دیانتداری اور راست بازی کی بنا پر صادق اور آمین کا خطاب مل چکا تھا۔ آپ ﷺ نے پندرہ برس کی عمر میں حِلْفُ الْفُضُوْل میں شرکت فرمائی۔ تاکہ آئندہ کے لئے اپنے ماحول میں لڑائی جھگڑے کا قلع قمع کر سکیں۔ پینتیس برس کی عمر میں اپنے دستِ مبارک سے حجر اسود خانہ کعبہ کی دیوار میں ثبت کر کے آپ ﷺ نے ثابت کر دیا کہ بڑی بڑی لڑائیاں حسن تدبیر اور دانشمندی سے روکی جاسکتی ہیں۔

پھر جب آپ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اِن الفاظ میں آپ کی دلجوئی کی......

(اور بیوی کی شہادت سے بڑھ کر کس کی شہادت سچی ہو سکتی ہے) :

"میں دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ اقرباء پر شفقت فرماتے، سچ بولتے، راندوں، یتیموں اور بیکسوں کی مدد کرتے، مہمان نوازی فرماتے اور مصیبت زدوں سے ہمدردی فرماتے ہیں، خدا آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا"

قارئین! خود تصور فرمائیں کہ جس انسان کی زندگی نبوت سے قبل اتنی تعمیری اور اصلاح کن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی، اس نے پیغمبری کے منصب پر فائز ہونے کے بعد ربّ العالمین کی توفیق اور نصرت سے کتنا عظیم الشان اصلاحی کارنامہ انجام دیا ہوگا۔

وہ دانائے سبل، وہ ختم الرسل، وہ مولائے کل جس نے غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

اصلاح کا نقطۂ آغاز

اسلامی نقطۂ نظر سے اصلاح کا مرکزی نکتہ عقیدۂ توحید ہے جس سے اتباعِ رسالتؐ اور ایمان بالآخرت کے تصورات وابستہ ہیں اور یہ عقیدہ توحید کے لازمی تقاضے ہیں۔ اس اعتبار سے عقیدۂ توحید کو تین نکات میں منقسم کیا جاسکتا ہے: ۱۔ عقیدۂ توحید، ۲۔ اتباعِ رسالت، ۳۔ یقین آخرت

آپ کی تعلیم کا نکتۂ آغاز "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" تھا۔ اس کلمہ کو کلمۂ طیبہ کہا جاتا ہے۔ اس کے پہلے جز سے یہ مراد ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا اس کے سوا کسی کی پوجا اور پرستش نہ کرو۔ بندگی اور بے چون وچرا عبادت بھی صرف اسی کی کرو۔ اسی کے حکم کو حکم اور اسی کے قانون کو قانون مانو۔ اور اس کے سوا کسی کا اِقتدارِ اعلیٰ تسلیم نہ کرو، اِس کلمہ کے دوسرے جز سے مراد ہے کہ انسان کی رُشد وہدایت کا واحد ذریعہ وہ سلسلۂ نبوت ورسالت ہے جو اللہ نے قائم فرمایا ہے، اور اصل علم وہی ہے جو اللہ نے وحی کے ذریعے اپنے پیغمبروں کے واسطے سے انسان تک پہنچایا ہے، اور حضرت محمد ﷺ اس سلسلۂ رسالت کی تکمیل کرنے والے ہیں۔ اب زندگی میں راہنمائی صرف آپ ﷺ ہی کے واسطے سے حاصل ہوسکتی ہے اور انسانیت آپ ﷺ ہی کی اتباع سے راہِ ہدایت پر گامزن ہوسکتی ہے۔

یہ کلمہ یعنی نکتۂ توحید اور اتباعِ رسالت محض ایک مذہبی عقیدہ ہی نہیں، انفرادی طرزِ عمل کے لئے ہدایت ہی نہیں بلکہ اس پورے نظامِ اخلاق وتمدن کی بنیاد ہے جو مدینہ طیبہ پہنچ کر آپ ﷺ نے عملاً قائم کردکھایا۔ اس معاشرہ کی عمارت اسی نظریہ پر اٹھائی گئی تھی کہ اللہ جل شانہ ہی ملک الملوک اور شہنشاہ ہے اور اسی کی عطا کردہ شریعت ہی ملک کا قانون ہے اور تمام معاشرتی بگاڑ کی اصلاح اسی نکتہ کی مضبوطی سے ممکن ہے، ساتھ ﴿بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ﴾ (البقرہ:۴) پر زور دیتے ہیں کہ جتنا عقیدۂ جزاوسزا مضبوط ہوگا، اتنا ہی انسان غلط روی اور فسادِ فکروعمل سے بچے گا۔

آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد قرآن کی روشنی میں

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾

"وُہی تو ہے جس نے ہدایت اور نظامِ حق دے کر اپنے رسول کو بھیجا۔ تاکہ اُس ہدایت اور دین حق کو باقی نظامہائے حیات پر غالب کردے۔" (سورۃ الصف:۹)

گویا آپ ﷺ کی بعثت کا مقصدِ وحید اپنی لائی ہوئی ہدایت اور نظامِ حق کی بنیاد پر پوری انسانی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی کی اصلاح کر کے خدا کے قوانین کو عملاً جاری کرنا تھا۔ بلکہ وسیع معنوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ تمدنی اصلاح اور انسانیت کی تعمیر نو کرنے آئے تھے۔ اس غرض کے لئے جس قائدانہ بصیرت اور اعلیٰ درجے کے سیاسی شعور اور حسن تدبر کی ضرورت تھی، ان سب صفات سے آپ کی ہستی بدرجہ اُتم مالامال تھی۔

ہمیں اس مقصد کا پورا عکس اِس بیعت میں نظر آتا ہے، جو آپ ﷺ دوسروں کو مشرف باسلام کرتے وقت اُن سے لیا کرتے تھے...... اس بیعت کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

(۱) ہم خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے...... (۲) ہم چوری نہیں کریں گے...... (۳) زِناکاری نہیں کریں گے...... (۴) اپنے بچوں کو قتل نہیں کریں گے...... (۵) ہم کسی پر جھوٹی تہمت نہیں لگائیں گے...... اور (۶) ہر اچھی بات میں آپ ﷺ کی اطاعت کیا کریں گے۔

حضرت جعفر طیارؓ کی تقریر...... نجاشی شاہِ حبش کے دربار میں

آنحضور ﷺ کی تعلیم سے آپ کے پیرووں میں جو انقلاب رونما ہونا شروع ہوا، اُس کی ایک جھلک ہمیں حضرت جعفر طیارؓ کی اُس تقریر میں نظر آتی ہے جو اُنہوں نے ہجرتِ حبشہ کے بعد نجاشی شاہِ حبش کے دربار میں کی تھی۔ جبکہ قریش مکہ کا وفد، شاہ سے اُن کی واپسی کا مطالبہ کر رہا تھا۔

آپؓ نے فرمایا ......

> ”اے بادشاہ ہم جاہل قوم تھے۔ بتوں کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، ہمسایوں کو ستاتے تھے۔ بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا، قوی لوگ کمزوروں کو کھا جاتے تھے، اِسی اثنا میں خدا نے ہم میں ایک بزرگ کو مبعوث کیا جس کے حسب نسب، دیانتداری، سچائی، تقویٰ اور پاکیزگی سے ہم خوب آگاہ تھے۔ اُس نے ہمیں توحید کی دعوت دی اور سمجھایا کہ ہم اکیلے خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، سچ بولیں، وعدہ پورا کریں، گناہوں اور برائیوں سے بچیں۔ خونریزی سے باز آئیں، یتیموں کا مال نہ کھائیں، ہمسایوں کو آرام پہنچائیں، ضعیف عورتوں پر بدنامی کا داغ نہ لگائیں، نماز پڑھیں، روزے رکھیں، صدقہ دیا کریں۔
>
> ہم اُس پر ایمان لائے، شرک اور بت پرستی چھوڑ دی، تمام اَعمالِ بد سے باز آگئے، ہماری قوم اِس بات پر ہم سے بگڑ بیٹھی ہے۔ یہ چاہتی ہے کہ ہم دوبارہ بتوں کی پوجا کرنے لگ جائیں۔ ہم نے اِنکے ہاتھوں بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ آخر مجبور ہو کر تیرے ملک میں پناہ لینے آئے ہیں“

اصلاحِ معاشرہ کے لئے راہنما اُصول...... جو آپ ﷺ نے دیئے

اس مختصر مقالہ میں ان تمام اُصولوں کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ تاہم چند ایک بطورِ نمونہ پیش

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیے جاتے ہیں: انبیاء کے ہاں معاشرتی بگاڑ کی اِصلاح کا اوّل و آخر ذریعہ عقیدۂ توحید کی پختگی ہوتا ہے۔

نظامِ عقائد: ﴿وَقَضٰی رَبُّكَ اَلاَّ تَعْبُدُوْا اِلاَّ اِيَّاهُ﴾ (سورۃ بنی اسرائیل:۲۳) "آپ ﷺ کے رب نے حکم دے دیا کہ اس کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کرو" ...... ذاتی اور ملکی، انفرادی اور اجتماعی ہر قسم کے معاملات میں اُسی کا حکم ماننا اور اُسی کے فرمانبردار رہنا۔ متعدد بار قرآنِ پاک میں حکم دیا گیا ہے ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ کہ "اللہ سے ڈرتے رہنا، ہر کام اُس سے ڈرتے ہوئے انجام دینا۔"

اِسی طرح رسولوں، پیغمبروں پر ایمان لانا اور اُن کی اطاعت کرنا لازمی قرار دیا......

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ (سورۃ الانفال:۲۰)

"اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔"

پھر آخرت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے، فرمایا: ﴿وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ﴾ (البقرۃ:۴)

"اہل ایمان آخرت پر یقین رکھتے ہیں" کہ ہر انسان کو اپنے اچھے برے اعمال کا روزِ قیامت حساب دینا ہوگا اور پھر اس کے مطابق اُسے جزاو سزا ملے گی۔

توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان لانا، آپ ﷺ نے تمام متبعین کے لئے لازمی قرار دیا۔ پھر آسمانی کتابوں اور فرشتوں پر ایمان لانا بھی لازمی ہے۔ اِن پانچوں عقائد کو ایمان بالغیب کہا جاتا ہے۔ جب تک کوئی ان پانچوں عقائد پر ایمان نہ لائے وہ اِسلامی معاشرہ کا فرد نہیں بن سکتا۔ دراَصل انسان کی عملی زندگی میں ایک قابل اعتماد نظم و ترتیب اُسی وقت ہی پیدا ہو سکتی ہے جب وہ مستقل سیرت رکھتا ہو اور سیرت سازی کا سارا انحصار اس بات پر ہے کہ اس کا ذہن پراگندہ خیال سے پاک ہو اور چند مخصوص تصورات اُس میں راسخ ہو جائیں۔ یہ تصورات جتنے زیادہ گہرے اور راسخ ہوں گے، اس کی سیرت اتنی ہی مضبوط اور اس کی عملی زندگی اتنی ہی زیادہ منظم ہوگی۔

نظامِ عبادات: شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، زکوٰۃ دینا اور بشرطِ استطاعت حج ادا کرنا۔ یہ سب عبادات اجتماعی طور پر ادا کرنا لازم ہیں۔ یہ نظم و ضبط کا عملی درس ہے۔

نظامِ اخلاق: ﴿قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (البقرۃ:۸۳) "لوگوں سے اچھی بات کہو۔"

﴿قُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْدًا﴾ (الاحزاب:۷۰) "سیدھی بات کہو۔" ...... آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"إنما بُعثت لاتمم مكارم الأخلاق" "میں تو عمدہ اخلاق کی تکمیل کرنے کیلئے معبوث ہوا ہوں۔"

(۱) نظمِ اجتماعی: ﴿وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ (الانفال:۱)

"آپس کے معاملات درست رکھو۔" ...... اسی لئے والدین، رشتہ دار، ہمسائے، مساکین، یتامیٰ، غلام اور مسافر سب سے حسبِ مراتب حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیا۔

(۲) اُخوت: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (الحجرات:۱۰)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"...... بلاامتیاز، رنگ و نسل، زبان و قوم جس نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا وہ اسلامی برادری کا رکن اور بھائی ہے۔

(۳) مساوات: ہر کلمہ گو اسلام میں داخل ہونے کے بعد مساوی حیثیت رکھتا ہے اور سب یکساں سلوک کے مستحق ہیں۔ اَمیر و غریب، آقا و غلام، مالک و مزدور، آجر و مستاجر، کارخانہ دار و مزدور، عرب و عجم اور گورے و کالے کے امتیازات باطل ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ (الحجرات)

"ہم نے تمہارے قبیلے اور خاندان اسلئے بنائے کہ تم آپس میں تعارف حاصل کرسکو ورنہ اللہ کے نزدیک تم میں سے معزز ترین شخص وہ ہے جو اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔"

(۴) عدل: ﴿فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى﴾ (الانعام:۱۵۲)

"انصاف کرو...... اگرچہ اس کی زد اپنے رشتہ داری پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔"

(۵) تعاون علی البر: ﴿تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ المائدہ

"نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں باہمی تعاون کرو اور گناہ و نافرمانی کے کاموں میں تعاون نہ کرنا"

(۶) باہمی مشورہ: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ﴾ (آلِ عمران:۱۵۹) "اپنے ساتھیوں سے معاملات میں مشورہ کیجئے"...... سورۂ شوریٰ میں ارشادِ ربانی ہے ﴿وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ "مؤمنوں کے تمام معاملات آپس کے مشورے سے طے پاتے ہیں۔" یہ آیات اسلام کے سیاسی نظام کی بنیاد ہیں۔

(۷) سمع واطاعت: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (النساء:۵۹) "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حاکموں کی بھی اطاعت کرو۔"...... آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"تم پر جو حاکم بنایا جائے، اس کی اطاعت کرو، اگرچہ یہ نکٹا حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔"

(۸) جوابدہی: ہر فرد اپنے کئے کا خود ذمہ دار ہے: ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ (النجم:۳۸) "کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔" بلکہ ﴿لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ﴾ "ہمارے لئے ہمارے عمل اور تمہارے لئے تمہارے عمل"...... اور فرمایا: ﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ (البقرۃ:۲۸۶) "ہر نفس نے جو اچھے کام کیے، اس کی جزا پائے گا اور جو برے کام کئے، ان کی سزا بھی خود ہی بھگتے گا"...... نبی اکرم علیہ السلام کا ارشاد ہے: "تم میں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔"

کسی بھی معاشرہ کے استحکام کا انحصار اس بات پر ہے کہ معاشرے کے تمام افراد آپس میں متحد ہوں۔ ایک دوسرے کے کام آئیں اور خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار ہوں۔ آنحضور علیہ السلام کے لائے ہوئے نظام کا کمال یہ ہے کہ یہاں نصب العین کی وحدت نے تمام افرادِ معاشرہ کو کس طرح آپس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جوڑ دیا ہے۔ ہر فرد کی منزلِ مقصود رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ ہر فرد ذاتی زندگی میں ہی رضائے الٰہی کا طالب ہے اور وہ دوسروں کے ساتھ بھی جڑنے پر اسی لئے مجبور ہے کہ اُس کو خدا نے حکم دیا ہے اور معاشرہ سے کٹنے سے خدا نے منع فرمایا ہے۔ یکساں عقائد ہونے کی وجہ سے سارے معاشرے میں فکر کی وِحدت جاری وساری ہے اور یکساں عبادات ہونے کی وجہ سے وِحدتِ عمل بھی موجود ہے، اسی وِحدت فکر وعمل نے اسلامی معاشرہ کو بہت مضبوط کردیا، اور بالکل جسدِ واحد بنا دیا کہ "اگر جسم کے ایک حصے کو تکلیف ہو تو سارا جسم بخار اور کم خوابی میں اس کا ساتھ دیتا ہے" اور آپ ﷺ نے مزید فرمایا: "یشدّ بعضُه بعضا" کہ "اِسلامی معاشرہ میں ہر فرد دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔" (حدیث)

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود واَیاز — نہ کوئی بندہ رہا، نہ کوئی بندہ نواز

قارئین، غور کیجئے! یہ راہنما اصول کس طرح فرد ومعاشرہ دونوں کی بہترین انداز میں اصلاح اور سیرت سازی کر رہے ہیں۔ کیا رشوت یا ماپ تول کی کمی کی خرابی کا انسداد اس طریقے سے ہوسکتا ہے کہ محکمہ انسدادِ رشوت ستانی قائم ہوجائے اور پھر اس کی کارکردگی جانچنے کے لئے اس پر ایک اور کمیشن بٹھا دیا جائے یا کہ اس طرح کے متقی اصحاب کو آگے لایا جائے۔

اصلاح کے میدان میں قابل قدر کارنامہ وہی سرانجام دے سکتا ہے، جو اپنے پیش کئے گئے اُصولوں پر خود عمل کرکے دکھائے، جو انسان صرف اُصول پیش کردے اور ان کا عملی نمونہ مہیا نہ کرے وہ مفکر اور دانشور تو ہوسکتا ہے مگر مصلح نہیں ہوسکتا۔ آنحضور ﷺ کے کام کا نمایاں پہلو ہی یہی ہے کہ آپ خود سب سے پہلے اپنی ہدایت پر عمل پیرا ہوتے تھے اور دوسروں کو اپنا عملی نمونہ پیش کرنے کے بعد ہدایت قبول کرنے کی دعوت دیتے۔ اسی لئے ربُ العزت کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ﴾

"تم میں سے جو کوئی اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اُس کے لئے رسولُ اللہ کی ذات میں بہترین نمونۂ عمل موجود ہے۔" (الاحزاب:۲۱)

....

انسانی معاشرے کی اِصلاح بہت مشکل کام ہے چونکہ اِس عقیدہ کی زد معاشرہ کے سرکردہ افراد پر پڑتی ہے اس لئے اُن کی مخالفت سہنا پڑتی ہے۔ آخر برسوں کے جمے جمائے نظریات اور عادات کو بدل کر اعلیٰ درجے کے نظام فکر وعمل کا پابند بنانا کوئی آسان کام تو نہیں۔ جتنا یہ کام عظیمُ الشان ہے، اتنی اس کے لئے محنت، کوشش، عرق ریزی اور جانفشانی کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سلسلہ میں آپ ﷺ کو بہت ستایا گیا۔ آپ ﷺ کے اوپر کوڑا پھینکا گیا، پتھر مارے گئے، آوارہ بدمعاش غنڈے آپ ﷺ کے پیچھے لگائے گئے، مجنون، جادوگر اور کاہن کہا گیا۔ جسم مبارک لہولہان کیا گیا۔ شعب ابی طالب میں تین برس تک محصور کیا گیا، معاشرتی ومعاشی بائیکاٹ کیا گیا۔ پھر جان سے مارنے کی تدبیریں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی گئیں۔ وقتاً فوقتاً ہر قسم کے لالچ دے کر بھی آپ ﷺ کو اس راہ سے ہٹانے کی کوشش کی گئی۔ آپ ﷺ کے اپنے الفاظ میں "جتنا مجھے ستایا گیا، اُتنا کسی کو نہیں ستایا گیا" مگر اس سب کچھ کے باوجود آپ ﷺ اپنے عظیم مشن سے پیچھے نہ ہٹے۔

مکہ کی مسلسل تیرہ سالہ جدوجہد کے نتائج جب خاطر خواہ نہ نکلے تو بحکم الٰہی وطن مالوف کو چھوڑ کر آپ ﷺ اور آپ کے ساتھی مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ وہاں اللہ نے اپنے فضل و کرم سے آپ ﷺ کو کامیابی عطا فرمائی اور پہلی اسلامی ریاست وجود میں آئی۔ مدینہ کے دس سالہ قیام کے دوران تمام دشمنوں سے مختلف محاذوں پر کشمکش ہوتی رہی۔ مگر اللہ نے ہر مقام پر آپ کو سرخرو فرمایا۔ مکہ سے ہجرت کے صرف آٹھ سال بعد آپ ﷺ اِسی مکہ میں فاتحانہ شان سے داخل ہوئے۔ دس ہجری میں حجۃ الوَداع کے موقعہ پر آپ ﷺ نے عرفات کے میدان میں اپنی پوری تعلیم کا نچوڑ فرزندانِ توحید کے سامنے پیش کر دیا۔ اَب آپ ﷺ کا مشن مکمل ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ بندوں کو خدا کے قریب اور قوموں کو قوموں کے قریب لا چکے تھے۔ اُمیر غریب، کالے گورے، آقا غلام، فاتح مفتوح کا فرق مٹا چکے تھے، لہٰذا آپ ﷺ بڑے اطمینان سے ۱۱ ہجری میں عالم بالا سے جا ملے...... اللّٰھم صلّ وسلّم علیہ

آپ ﷺ نے اپنا مشن بڑی خوش اُسلوبی، اِستقامت، صبر اور تحمل سے انجام دیا اور پوری عمر کی عرق ریزی اور جانفشانی سے لاکھوں انسانوں کو کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکالا۔ اخلاق کی پستیوں سے اُٹھایا۔ رنگ و نسل اور زبان کے امتیاز کو ختم کیا۔ بلکہ جاہلیت کی تمام غلط رسموں اور طریقوں کو مٹایا۔ خدائے واحد کی بندگی کے لئے اُن کو تیار کیا، ان میں آخرت کی جوابدہی کا احساس راسخ کیا۔ عورتوں کی قدر و منزلت کو بلند فرمایا۔ غلاموں کا درجہ آقاؤں کے مساوی بنایا۔ حلال روزی کی تلقین کی۔ سود، رشوت اور نذرانوں سے روکا اور تمام مکارمِ اخلاق کی تربیت دے کر ایک خاص قسم کا کردار اُن میں پیدا کیا پھر اس پوری عمارت کو سہارا دینے کے لئے، شہادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج جیسی روح پرور اور اَخلاق آموز عبادات کا اُن کو خوگر بنایا۔ حق تو یہ ہے کہ آپ نے پورے انسان کو اندر اور باہر سے، ظاہر اور باطن دونوں کو بدلا۔ ان میں خوفِ خدا، حسن نیت اور رضائے الٰہی کے حصول کا وہ جذبہ پیدا کیا جو مسجد، گھر، بازار، عدالت، تعلیم، میدانِ جنگ ہر جگہ یکساں طور پر کارفرما تھا یہ ایک ہمہ گیر تعمیر اور عالمگیر اصلاح تھی۔ جس کی مثال نہ کبھی پہلے ملی، نہ بعد میں ملے گی۔

تعمیر کے اس سارے کام میں رحمت، نرم دلی اور نرم خوئی کا عنصر غالب رہا، اسی لئے اللہ نے آپ ﷺ کو رحمۃٌ للعالمین کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ ﷺ نے خود فرمایا:

"میں تمہیں دوزخ کے کنارے سے کمر سے پکڑ کر باہر نکالنا چاہتا ہوں اور تم ہو کہ پروانوں کی طرح بے تحاشا اس میں گرتے چلے جاتے ہو" (متفق علیہ، مشکوٰۃ: باب الاعتصام بالکتاب والسنہ)

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے گالیاں کھا کر بھی دعائیں دیں۔ پتھر کھا کر بھی حسن سلوک کیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر دس لاکھ مربع میل پر مشتمل وسیع اسلامی ریاست قائم فرمائی۔ اس تمام کام کے دوران آپ ﷺ نے صرف دو قیدیوں کو اُن کے سنگین جرائم کی پاداش میں قتل کروایا اور سب سے بڑھ کر تعجب خیز امر یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے کسی کو بھی نشانہ نہ بنایا۔ بلکہ فتح مکہ کے موقع پر اس عظیم الشان معافی کا اظہار فرمایا جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

نبی اکرم کے قائم کردہ اصلاحی معاشرہ کی تصویر

قرآنِ پاک اس اسلامی معاشرہ کی تصویر یوں کھینچتا ہے...... سورۂ فتح میں اِرشاد ہوتا ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ......الخ﴾

"محمد ﷺ جو اللہ کے رسول ہیں اور آپ ﷺ کے ساتھی حق کی مخالفت کرنے والوں کے مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں نرم خو، تو اُنہیں اللہ کے حضور رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے، یہ لوگ اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کے خواہاں ہیں۔ اِن کی پیشانیوں پر سجدے کے نشان نمایاں ہیں۔ اِن کا یہی نقشہ توراۃ میں پیش کیا گیا ہے اور یہی نقشہ انجیل میں بھی ہے جیسے کوئی پودا ہو، وہ اپنی کونپل نکالے پھر وہ مضبوط ہو اور موٹا ہو پھر تن آور درخت بن جائے اور کسانوں کو بھی بھلا معلوم ہونے لگے۔" (سورۂ فتح:۲۹)

خود آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کی تعریف یوں فرمائی:

"اَصْحَابِیْ کالنجوم فبأیهم اقتدیتم اهتدیتم"

"میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ تم اِن میں سے جس کی اقتدا کرو گے، ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے"...... (یہ روایت ضعیف ہے لیکن مفہوم کی تائید دیگر روایات سے ہوتی ہے۔)

ایک صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی اس معاشرہ کی تصویر اِن الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"وہ تمام لوگوں میں پاکیزہ ترین دل والے، عمیق ترین علم رکھنے والے اور کم سے کم تکلف کرنے والے تھے"

روایات میں آتا ہے کہ شاہِ روم ہرقل نے لگاتار فوجی تعداد اور اسلحہ کی کثرت کے باوجود شکستیں کھانے کے بعد از راہِ حیرت اپنے سپہ سالار سے اصحابِ محمد ﷺ کی صفات پوچھیں تو اُس نے جواب دیا کہ "وہ لوگ رات کو شب زندہ دار عابد ہوتے ہیں اور دن کو گھوڑے کی ننگی پشت پر شہادت کے خواہاں"

یہی وجہ ہے کہ قلتِ تعداد اور کمی اسلحہ کے باوجود تھوڑے ہی عرصے میں انہوں نے دونوں سپر پاورز روم اور ایران کو نیست و نابود کر دیا...... اس اسلامی معاشرہ کے ایک دو افراد کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں:

امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیقؓ کی زوجۂ محترمہ کو ایک مرتبہ کوئی میٹھی چیز کھانے کی خواہش ہوئی تو انہوں نے روزانہ کے خرچ سے تھوڑا تھوڑا پس انداز کر کے کئی دنوں کی محنت کے بعد ایک میٹھا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانا تیار کر لیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے وہ رقم بیتُ المال کو واپس کر دی اور روزانہ کے وظیفہ سے اتنی رقم کم کرا دی۔ انہوں نے فرمایا کہ تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ اتنی رقم زائد تھی اور اس سے کم میں آلِ ابو بکرؓ کا گزارا ہو سکتا ہے۔ مسلمانوں کا بیتُ المال اس لئے نہیں کہ اس سے حاکم کا خاندان عیش کرے۔ آپؓ نے اپنے اِنتقال سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ

"میرا فلاں باغ بیچ کر بیتُ المال کا قرض (جو میں خلیفہ بننے کے بعد اپنے گزارے کے لئے لیتا تھا) اَدا کر دینا اور جو باقی بچے وہ حضرت عمر بن الخطابؓ کو بھیج دینا۔"

آپ نے بہت سے بادشاہوں اور منتخب حکمرانوں کے سرکاری دوروں کی روداد سنی ہو گی اور اُن کے شاہانہ کروفر کا تماشا دیکھا ہو گا۔ اب ذرا امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطابؓ کے سفر شام کے سرکاری دورے کی روداد سنئے جو ساتویں صدی عیسوی کے سب سے زیادہ طاقتور فرمانروا تھے اور جن کا نام سن کر ہرقل شاہِ روم اپنے محل میں بھی لرز اٹھتا تھا۔ جب بیتُ المقدس فتح ہوا تو آپ خود رومیوں کے بلانے پر وہاں گئے۔ تو حال یہ تھا کہ خاکستری رنگ کی اونٹنی پر سوار تھے۔ دھوپ کے باوجود سر پر کوئی ٹوپی یا عمامہ نہ تھا۔ اونٹنی کے اوپر ایک موٹا کپڑا ڈال رکھا تھا جسے پڑاؤ کے وقت اُتار کر نیچے بچھا لیتے۔ پیوند لگا کرتا پہنے ہوئے تھے، غلام بھی ساتھ تھا۔ باری باری سفر کرتے ہوئے جب بیت المقدس پہنچے تو اس وقت غلام اپنی باری کے مطابق اونٹ پر سوار تھا۔ مسلمانوں کے سپہ سالار نے آپ کو اس حال میں دیکھا تو ایک ریشمی قمیص اور سواری کے لئے ایک اچھا گھوڑا پیش کیا اور ساتھ عرض کی کہ آپ شاہِ عرب ہیں اور یہاں کے لوگوں میں اونٹ کی کوئی اہمیت نہیں، اگر آپ یہ قمیص پہن لیں اور گھوڑے پر سوار ہو جائیں تو اہل روم اس سے متاثر ہوں گے۔ آپؓ نے فرمایا:

نحن قوم اعزنا الله بالاسلام فلا نطلب العزة إلا فيه

"ہم وہ قوم ہیں جسے اللہ نے اِسلام کے ذریعے عزت بخشی ہے، اب ہم اسلام کے طریقوں کے سوا کسی اور طرح سے عزت کے قطعاً خواہاں نہیں"

چنانچہ اپنے اُسی اونٹ اور اُسی پیوند لگے کرتے میں اُن سے ملاقات کی۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین تھے تو آپ کی ایک صاحبزادی نے بیت المال سے ایک سونے کا ہار ایک دن کے لئے اُدھار منگوایا۔ آپ کو پتہ چلا تو آپ نے فوراً واپس بھجوایا اور بیت المال کے ناظم (رافعؓ) کو سرزنش کی کہ تم اَمانت میں خیانت کر رہے ہو۔

اسی طرح پانچویں خلیفہ رُاشد حضرت عمر بن عبدالعزیز بھی تقویٰ میں ممتاز اور بیتُ المال کے استعمال میں بڑے محتاط تھے۔ آنحضرت ﷺ کا یہ کارنامہ صرف عہدِ نبوی یا پہلی صدی ہجری کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ آپ ﷺ کی تعلیم، آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور صحابہ کرام کی زندگیوں نے جو نمونے چھوڑے تھے وہ آج تک مسلمانوں کی تمام نسلوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہو رہے ہیں اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاقیامت ہوتے رہیں گے۔ یہ اسی کا فیضان ہے کہ وسیع تر عالمِ اسلام میں ہر شعبۂ زندگی اور ہر صنف کمال میں عظیم الشان انسان پیدا ہوتے رہے۔ کسی بڑے سے بڑے مصنف اور مؤرخ کی یہ مجال نہیں کہ وہ ان لاکھوں کروڑوں اہل یقین تربیت یافتہ اور اہل معرفت فضلاء کے ناموں ہی کی فہرست پیش کر سکے جنہوں نے اس تعلیم کے زیر اثر مختلف مقامات میں اور مختلف زمانوں میں اپنے اپنے مکارمِ اخلاق، روحانی کمالات اور یقین و معرفت کی دولت سے اہل دنیا کو فیض پہنچایا اور درندہ صفت حیوانوں کو انسان بنایا۔

حتیٰ کہ آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ نے بادشاہوں کے گروہ میں بھی (جو عام طور پر ہوس ملک گیری اور کشور ستانی کے سوا کچھ نہیں جانتے) ایسے درویش صفت خدا ترس اور رحمدل بادشاہ پیدا کئے جن کے زہد و ایثار کے سامنے بڑے بڑے درویشوں اور گوشہ نشین فقیروں کا فقر اور درویشی بھی ہیچ ہے۔ نورُالدین زنگی، صلاح الدین ایوبی، ناصرُالدین محمود، اور اورنگ زیب عالمگیر ایسے ہی بادشاہ تھے جو عظیم الشان سلطنتوں کے سربراہ ہونے کے باوجود ہاتھ سے کما کر کھاتے اور جن کو زکوٰۃ لینے کی کبھی نوبت بھی پیش نہ آئی۔ سلطان صلاح الدین ایوبی، جس کے فقر کا یہ عالم تھا کہ اس کی تجہیز و تکفین کے لئے بھی قرض لینا پڑا، انسانی سربلندی، شرافتِ نفس، عالی حوصلگی کے اعتبار سے دنیا کے عظیم ترین انسانوں میں شمار ہونے کے قابل ہے۔ اس نے بیتُ المقدس کی فتح کے موقعہ پر اپنے مسیحی دشمنوں سے جو حسن سلوک کیا۔ اس کی مثال آنحضور ﷺ کے فتح مکہ کے دن قریش کے لئے عام معافی نامہ کے سوا کہیں نہیں مل سکتی۔

آنحضرت ﷺ نے تعمیر انسانیت کا کام اتنے وسیع پیمانے پر اور اتنی اعلیٰ سطح پر انجام دیا کہ اس کی تاثیر ہمیں، زماں اور مکاں کے فرق سے قطع نظر، کبھی طارق بن زیاد، موسیٰ بن نصیر، محمد بن قاسم، اور محمد الفاتح رحمہم اللہ کی شجاعت میں نظر آتی ہے تو کبھی امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی فقاہت اور استقامت میں ...... یہ اگر کبھی نورالدین زنگی کے لطف و کرم میں جھلکتی ہے تو کبھی محمود غزنوی کے جذبۂ سرفروشی اور بت شکنی میں۔ کبھی امام غزالی، ابن رشد اور ابن سینا کے کمالِ علم و فلسفہ طرازی میں نظر آتی ہے تو کبھی امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ اور دیگر محدثینؒ کی خدمتِ حدیث و سنت کی شکل میں۔ یہ تاثیر کبھی مجددِ الفِ ثانی، شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور محمد بن عبدالوہابؒ کی تحریک اصلاحِ دین کی شکل میں جلوہ گر ہوتی ہے تو کبھی حسن البناؒ وسید قطب شہیدؒ اور مولانا مودودیؒ کی دعوتِ اسلام میں غرض کہ ابن تیمیہؒ کا تبحر علمی، شیر شاہ سوری کی حسن تدبیر، اورنگ زیب عالمگیر کا آہنی عزم، مامون الرشید کی علم پروری، شاہجہان کا قیامِ عدل، یہ سب آنحضور ﷺ ہی سے کسبِ فیض کا نتیجہ ہیں۔ آپ ﷺ کی تعلیم ہر دور میں بے مثال عہد ساز شخصیتیں پیدا کرتی رہی اور ان کے تابندہ و درخشندہ کاموں سے دامن انسانیت کو مالامال کرتی رہی ہے ......

بلغ العلی بکمالہ، کشف الدجی بجمالہ حسنت جمیع خصالہ، صلوا علیہ وآلہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدید تہذیب کا یہ المیہ ہے کہ وہ انسانی معاشرہ کی تعمیر اور انسان کی سیرت و کردار کی تشکیل میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ اس تہذیب نے صرف مادیت، قوم پرستی اور مفاد پرستی کو وسیع پیانے پر فروغ دیا ہے، گو مادی لحاظ سے سائنس کی دنیا میں اس نے حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے ہیں، مگر باکردار انسان، صالح معاشرہ، پرامن ماحول اور پاکباز سوسائٹی قائم کرنے سے بالکل عاجز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج طاقتور قومیں، کمزور قوموں کا مختلف طریقوں سے استحصال کر رہی ہیں اور مجموعی طور پر دنیا بدامنی اور انتشار و مایوسی کا شکار ہے۔

اس وقت بھی آپ ہی کے سرچشمۂ فیض کے تربیت یافتہ افراد آگے بڑھ کر دنیا کو ہلاکت اور تباہی سے بچا سکتے ہیں اور دنیا کو امن کا آبِ حیات پلا سکتے ہیں کیونکہ مسلمان ہی اپنی زندگی کے مقصد سے آشنا اور اپنے خالق کو پہچاننے والے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ ﷺ نے دنیا کو سائنس اور سائنسی ایجادات تو نہیں دی ہیں۔ مگر آپ ﷺ نے اس کے بدلے حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روشن مثالیں دی ہیں۔ طارق بن زیاد اور محمد بن قاسم دیئے ہیں۔ امام بخاری و امام مسلم دیئے ہیں۔ غزالی و رازی دیئے ہیں، ابن تیمیہ و شاہ عبدالقادر جیلانی دیئے ہیں (رحمہم اللہ تعالیٰ)...... جن کا وجود پوری انسانیت کا اصل سرمایہ اور تمام بنی نوع انسان کا اصل جوہر ہے۔ اسی لئے دورِ جدید کے بگڑے ہوئے انسانی معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے ہمیں آج بھی اسی سرچشمۂ فیض کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔

رع بمصطفیٰ (ﷺ) برساں خویش راکہ دین ہمہ اوست — اگر باو نہ رسیدی کمال بولہبی ست

[illegible]

ہم بڑے [illegible] شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد عبدہ الفلاح مختصر علالت کے بعد مؤرخہ ۳۰ / جون ۱۹۹۹ء کو فیصل آباد میں تقریباً ۹۰ برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ ان کی نمازِ جنازہ ۲ بجے جامعہ سلفیہ، فیصل آباد میں ادا کی گئی۔ جس میں ادارۂ محدث سے حافظ عبدالرحمٰن مدنی، حافظ صلاح الدین یوسف اور اساتذہ جامعہ لاہور الاسلامیہ نے لاہور سے جا کر شرکت کی جبکہ ہر مکتبہ فکر کے علماء اور ہزاروں کی تعداد میں لوگوں شریک ہوئے۔ جنازہ کے بعد انکا جسدِ خاکی تدفین کیلئے آبائی گاؤں لیجایا گیا۔ ہزاروں شاگرد آپکی وفات پر افسردہ ہوگئے۔

آپ جامعہ رحمانیہ، دہلی سے فارغ التحصیل ہوئے اور قیامِ پاکستان سے قبل ہی اپنی مادرِ علمی میں تدریسی فرائض انجام دینے کے بعد نصف صدی سے زائد عرصہ معروف دینی درسگاہوں میں شیخ الحدیث، شیخ التفسیر اور مفتی کے مناصب پر فائز رہے۔ ان کی تصانیف میں تفسیر اشرف الحواشی نے علمی اور عوامی حلقوں میں بڑا مقام حاصل کیا۔ محدث میں آپ کے قیمتی مقالات بڑے تواتر سے شائع ہوتے رہے جس میں صحاحِ ستہ پر تفصیلی علمی مقالہ جات کے علاوہ تحریکِ اہلحدیث کے نامور علماء کے تذکرے شامل ہیں۔ آپکا شمار جماعت کے ان چند بزرگ ترین علماء میں ہوتا تھا جن کی علمی سرپرستی سے جماعت اہلحدیث نے بڑے مشکل مقامات بخوبی سر کئے۔ مجلس التحقیق الاسلامی میں بھی کافی سال آپ تحقیقی خدمات انجام دیتے رہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکی غلطیوں سے درگزر فرمائے اور آپ کو جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے۔ آمین!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ